ڈاکٹر محمد شیراز دستی

استاد شعبہ انگریزی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

اُردو میں لسانیاتی تحقیق

Dr. Muhammad Sheeraz Dasti

Assistant Professor, Department of English, International Islamic University Islamabad.

Linguistic Research in Urdu

While linguistic research has a long history in Pakistan, the confusion regarding what is linguistic and what is extra-linguistic has prevailed much of contemporary debate on Urdu linguistics. Writers like Tariq Rahman, Elena Bashir, Rauf Parekh are aware of this confusion, and have boldly articulated their concerns about the backwardness of linguistics in Pakistan in general and in Urdu in particular. On the basis of the data extracted from the HEC recognized Urdu journals, this paper argues that there is a scarcity of linguistic work in Urdu and most of the available work is either what has been called extra-linguistic or related to such branches of linguistics that are not its core areas. This paper also explores the reason of backwardness of linguistics in Pakistan, and offers some recommendations to promote it here.

پاکستان میں لسانیات:

۱۹۹۸ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں ڈاکٹر طارق رحمٰن لکھتے ہیں:

"Pakistan is perhaps the most backward country of South Asia in the field of linguistics." (۱)

ترجمہ: لسانیات کے میدان میں شاید پاکستان جنوبی ایشیا میں سب سے پس ماندہ ملک ہے۔

اس پس ماندگی کی ایک وجہ پاکستان میں لسانیات کی تدریس کے کسی باقاعدہ نظام کا نہ ہونا ہے اور دوسری زیادہ خطرناک وجہ اس حقیقت سے چشم پوشی ہے کہ ملک کی کسی بھی جامعہ میں لسانیات کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔[۲] اگرچہ زیادہ تر جامعات کے انگریزی کے شعبوں میں لسانیات کے کچھ مضامین (عمومی لسانیات، سماجی لسانیات، اطلاقی لسانیات، وغیرہ) پڑھائے جاتے ہیں لیکن ان کی تعلیم سے لسانیات کے تحقیق کار یا ماہر مدرس پیدا کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان مضامین کی تدریس بہت ہی تعارفی نوعیت کی ہوتی ہے اور دوسری یہ کہ کمرۂ جماعت اور کتاب میں استعمال ہونے والی زیادہ تر مثالیں انگریزی زبان سے آتی ہیں۔ طلبہ اور اساتذہ کے درمیان عموماً اس فرضیے پر اتفاق ہوتا ہے کہ وہ یہ مضامین انگریزی زبان اور ادب کی بہتر تفہیم کے لیے پڑھ رہے ہیں۔

پچھلے کچھ عرصے میں لسانیات پر کچھ کورس یا کم از کم کچھ ابواب ہماری جامعات کے کچھ اور شعبوں میں بھی شامل کیے گئے ہیں جیسا کہ علم التعلیم کے شعبے۔ پنجاب یونیورسٹی میں تو ایک مکمل شعبہ ہی ایجوکیشن اور اطلاقی لسانیات کے نام سے موجود ہے۔ تاہم جن شعبوں اور اداروں میں لسانیات کی بھرپور تدریس اور تحقیق ہونی چاہیے تھی وہاں سے یہ تقریباً مکمل طور پر غائب ہے۔ پاکستان کی تقریباً تمام جامعات میں اُردو زبان و ادب کے شعبے موجود ہیں تاہم ان میں سے اکثر میں لسانیات کی تدریس یا تو سرے سے ہوتی ہی نہیں اور اگر ہوتی ہے تو انتہائی بنیادی سطح کی۔[۳] یہی حال مقامی زبانوں (پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی، براہوی، سرائیکی وغیرہ) کے شعبوں کا ہے۔[۴] باقی جامعات کے زبان و ادب کے شعبوں میں بھی نہ تو لسانیات کا کوئی کورس جدید طرز کا ہے اور نہ ہی ایڈوانس سطح کا۔ ان شعبوں میں لسانیات کی انتہائی کم یا عدم موجودگی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ان میں ایک بھی معلم جدید لسانیاتی نظریات میں باقاعدہ تربیت یافتہ نہیں ہے۔ اسی طرح زبانوں کی ترقی سے متعلق قومی اور صوبائی اداروں (مقتدرہ قومی زبان — جس کا نیا دلچسپ نام ادارۂ فروغ قومی زبان ہے — سندھی ادبی بورڈ، پنجابی ادبی بورڈ، پشتو اکیڈمی وغیرہ) میں بھی اکثر اوقات نہ تو ماہرین لسانیات کا تقرر کیا جاتا ہے اور نہ ہی متعلقہ زبانوں کی لسانیات میں کوئی باقاعدہ تحقیق کی جاتی ہے۔ تاہم ان اداروں نے کسی قدر سست رفتاری سے ہی سہی متعلقہ زبانوں کی اسٹینڈرڈائزیشن کا کچھ کام ضرور کیا ہے۔

اردو اور لسانیات:

نعمت الحق نے ۱۹۹۵ء میں اردو لسانیات: تاریخ و تنقید کی روشنی میں کے عنوان سے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں اردو لسانیات کی صورتحال پر بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھا تھا:

> اُردو لسانیات کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے۔ اردو دنیا میں لسانیات کی طرف دوسرے علوم کی نسبت بہت کم توجہ دی گئی ہے، اور لسانیات کی اہمیت کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ اردو کے بہت کم اہل علم نے لسانیات کو علمی و فکری سرگرمی کا مرکز و محور سمجھا ہے۔ اردو لسانیات کا دائرہ بھی

بہت محدود رہا ہے۔ ہمارے ماہرین لسانیات لغت و قواعد نویسی، اشتقاقیات اور اُردو کے آغاز و ارتقا کے مباحث تک محدود رہتے ہیں۔[۵]

اس مختصر سے بیان میں تین باتیں بحث طلب ہیں۔ اولاً: اردو لسانیات کی روایت۔ یہ کہنا کہ اُردو لسانیات کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے شاید درست نہیں، کیوں کہ اُردو میں اطلاقی لسانیات کا کام ۱۸۴۹ء میں امام بخش صہبائی کی اس کتاب کے ساتھ شروع ہو گیا تھا، جو صرف و نحو کے موضوع پر تحریر کی گئی تھی لیکن اس کے کچھ حصے اردو لغت نویسی کے بنیادی خدوخال پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں سید محمد دہلوی کی مفتاح اللغات (۱۸۵۱ء) سامنے آئی اور ۱۸۶۰ء کی اِسی دہائی کے آخر میں سرسید کی لغتِ زبانِ اردو کا نمونہ بھی سامنے آیا۔[۶] یہ وہ دور تھا جس میں علمی کام ابھی فارسی میں کیا جاتا تھا ۔ اگرچہ اس زمانے میں اردو زبان کو بول چال میں دخل ضرور تھا اور کسی قدر مراسلت یا عدالتی امور میں اس کا رواج تھا لیکن اصل سرپرستی انگریزی اور فارسی کو ہی حاصل تھی۔ اس وقت تک لسانیات (linguistics) کا لفظ ایک اصطلاح کے طور پر ابھی نیا نیا استعمال میں آیا تھا۔ الینا بشیر، اونیّن کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

> ...the term 'linguistic' first appeared as a noun in the sense of 'the science of languages' or 'philology' in1837, and its plural 'linguistics' appeared in this sense first in1855. [۷]

ترجمہ: 'لِنگوئسٹک' کی اصطلاح ایک ایسے اسم کے طور پر جس کا مطلب 'زبانوں کی سائنس' یا 'علم اللسان' ہو، پہلی بار ۱۸۳۷ ءمیں استعمال ہوئی، اور اس کی جمع 'لنگوئسٹکس' اس معنی میں پہلی بار ۱۸۵۵ء میں سامنے آئی۔

البتہ یہ امر بھی اپنی جگہ درست ہے کہ قدیم زبانوں میں عملی لغت نویسی کا کام بہت ہی قدیم ہے۔ انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا آف سوشل اینڈ بیہیوئرل سائنسز کے مطابق لغت نویسی کے قدیم ترین نسخے تقریباً ۴۷۰۰ سال پرانے ہیں۔[۸] تاہم اردو زبان کی اپنی عمر اور باقاعدہ علم لسانیات کی عمر کو دیکھا جائے تو لسانیات کی کسی شاخ سے متعلق اردو پر بنیادی کام کا جلد آغاز ہو جانا بہت ہی بر وقت تھا۔

مندرجہ بالا اقتباس میں دوسرا دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ اردو دنیا میں لسانیات پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ۱۹۹۵ء میں کیے گئے اس دعوے کو آج بھی رد کرنا ناممکن ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے روزنامہ ڈان میں ۷ ستمبر ۲۰۰۹ء کو شائع ہونے والے اپنے مضمون "Urdu Linguistics and Abul-Lais Siddiqi" میں رؤف پاریکھ لکھتے ہیں:

[A]las,[Urdu] lacks in scientific research in linguistics.[۹]

ترجمہ: افسوس، اُردو میں سائنسی لسانیاتی تحقیق کی کمی ہے۔

بالکل یہی رائے الینا بشیر کی بھی ہے:

...There is a paucity of linguistic work on Urdu. [۱۰]

ترجمہ: اُردو پر لسانیاتی کام کی قلت ہے۔

جب رؤف پاریکھ اور الینا بشیر اردو زبان پر اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ہونے والے تمام لسانیاتی کام کو کم کہہ رہے ہیں تو اردو پر اردو میں ہونے والے کام کی صورتِ حال کیا ہو گی؟ زیرِ نظر مقالے میں اس بنیادی سوال کے جواب کی تلاش میں راقم الحروف نے اردو میں لکھی جانے والی لسانیاتی تحقیق کا جائزہ لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اردو لغت نویسی کا عملی کام امام بخش صہبائی اور سر سید احمد خان کے کام کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ اردو زبان پر لسانی مباحث بھی بیسویں صدی کے آغاز ہی سے لکھے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں رؤف پاریکھ بجا کہتے ہیں کہ:

> Once Urdu was not only way ahead of Hindi in the realm of linguistics but no languages of the subcontinent could match its linguistic research. For instance, in 1923, Prof Naseeruddin Hashmi wrote 'Deccan main Urdu,' proving on the basis of linguistic research that Deccan was Urdu's birthplace. Then in 1929, Dr. Mohiuddin Qadri Zor wrote a dissertation on Urdu phonetics. [۱۱]

ترجمہ: ایک وقت تھا جب اردو میدانِ لسانیات میں نہ صرف ہندی سے بہت آگے تھی بل کہ برصغیر کی کوئی بھی زبان اس کی لسانیاتی تحقیق کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ مثال کے طور پر، ۱۹۲۳ء میں پروفیسر نصیر الدین ہاشمی نے دکن میں اُردو لکھی اور لسانیاتی تحقیق کی بنیاد پر ثابت کیا کہ دکن اردو کی جائے پیدائش ہے۔ پھر ۱۹۲۹ء میں ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے اردو صوتیات پر مقالہ لکھا۔

محی الدین قادری زور ہی کی ۱۹۳۲ء اور ۱۹۵۰ء میں شائع ہونے والی ہندوستانی لسانیات کو اردو میں لسانیات پر پہلی کتاب مانا جاتا ہے۔ ایک سو ساٹھ صفات پر مشتمل اس کتاب کے دو حصے ہیں: حصہ اوّل میں لسانیات اور دنیا کی زبانوں، بالخصوص، ہندوستان کی ہند آریائی اور غیر ہند آریائی زبانوں کا لسانیاتی تعارف دیا گیا ہے جب کہ حصہ دوم میں ہندوستانی[۱۲] کے آغاز اور ارتقا پر بحث کی گئی ہے۔[۱۳]

اردو کو محی الدین قادری زور جیسے ماہرین لسانیات کے میسر رہنے کے باوجود بھی آج رؤف پاریکھ، گیان چند جین کی اس بات سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ لسانیات کے میدان میں اردو، ہندی سے کم از کم تیس سال پیچھے ہے۔[۱۴] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اردو میں اردو پر کام نہیں ہوا۔ اب تک کم و بیش ڈیڑھ سو کے قریب لوگوں نے اردو لسانیات میں طبع آزمائی کی ہے، لیکن ان کے زیادہ تر کاموں کے مباحث تاریخی، سماجی یا سیاسی نوعیت کے ہیں، جیسا کہ الینا بشیر نے بجا کہا کہ:

> Scholarship on Urdu ... has been largely devoted to the extra linguistic historical, political, and ideological issues associated with it. [۱۵]

ترجمہ: اُردو پر ہونے والا علمی کام۔۔۔ زیادہ تر اس زبان سے جڑے غیر لسانیاتی، تاریخی، سیاسی اور نظریاتی مسائل پر مرکوز رہا ہے۔

اس ضمن میں پروفیسر نصیر الدین ہاشمی کی دکن میں اردو[۱۶]، حافظ محمود شیرانی کی پنجاب میں اردو[۱۷]، محمد حسین آزاد کا مقدمۂ آب ِحیات[۱۸]، ڈاکٹر سلیم اختر کی اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ[۱۹]، عطش درانی کی اردوزبان اور یورپی اہل ِقلم[۲۰] وغیرہ اپنی تاریخی اور علمی اہمیت کے باوجود ایسے کام ہیں جن کا نقطۂ ارتکاز لسانی تو ہے مگر لسانیاتی نہیں ہے۔ اردو ماہرین لسانیات کے کئی اہم کاموں میں خالص لسانیاتی (core linguistic) کام کم اور غیر لسانیاتی مسائل پر بحث زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر گیان چند جین کی کتاب لسانی جائزے میں پندرہ میں سے صرف تین ابواب بنیادی لسانیات سے متعلق سمجھے جا سکتے ہیں۔ باقی کے تمام ابواب سماجی، تاریخی اور سوانحی نوعیت کے ہیں۔[۲۱] اسی طرح سید قدرت نقوی کی لسانی مقالات کی جلد اول اور دوم میں زیادہ تر کام غیر لسانیاتی (extra linguistic) ہے۔[۲۲] البتہ ڈاکٹر سہیل بخاری کی لسانی مقالات میں "آوازیں"، "الفاظ" اور "نظامیات" کے عنوان سے جو ابواب ہیں وہ بہت حد تک لسانیات کی بنیادی شاخوں سے متعلق ہیں۔[۲۳] شان الحق حقی کی "دلچسپ، فکر انگیز" کتاب لسانی مسائل و لطائف بھی ایک ایسا کام ہے جس میں اردو زبان سے متعلق دلچسپ، ثقافتی، تہذیبی، تاریخی، سماجی مسائل اور لطائف بیان کیے گئے ہیں، پر اس میں اردو زبان کے کسی پہلو کا خالصتاً سائنسی مطالعہ کہیں نظر نہیں آتا۔[۲۴] ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی کی لسانیاتِ پاکستان سماجی لسانیات کا ایک بہت ہی وقیع کام ہے جس کے پہلے حصے میں اردو زبان کا تاریخی، جغرافیائی، اور سماجی لسانیاتی مطالعہ کیا گیا ہے، جب کہ دوسرے میں پاکستان کے مختلف علاقوں کی زبانوں کا لسانی تعارف دیا گیا ہے تاہم اس کتاب میں بھی خالص لسانیات (core linguistics) کے مباحث شامل نہیں ہیں۔[۲۵] اس طرح پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ کی کتاب اردو کی لسانی تشکیل میں بھی زیادہ تر جگہ تاریخی اور تقابلی مباحث کو دی گئی ہے۔ تاہم اس میں شامل "اردو لفظیات" کا باب لسانیاتی مطالعے کا ایک اچھا نمونہ ہے۔[۲۶] محمد ابو بکر فاروقی کی مرتبہ زبان اور لسانیات کے مباحث: زبان اور اردو زبان کے حوالے سے میں بھی تقریباً تمام مضامین اس نوعیت کے ہیں جنہیں الیناًبشیر غیر لسانیاتی (extra linguistic) کہتی ہیں۔ اس کتاب میں شامل ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا مضمون "اردو زبان کے مطالعے میں لسانیات کی اہمیت" اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ اب تک اردو زبان پر زیادہ تر کام لسانیاتی نوعیت کا نہیں تھا۔ شاید اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ لسانیات کے بڑھتے ہوئے فیشن سے "اردو میں اب صحیح معنوں میں لسانیات کے اسکالر پیدا ہونے لگیں گے"۔[۲۷]

محمد اشرف کمال کی کتاب لسانیات اور زبان کی تشکیل میں بھی اگرچہ "لسانیات اور سائنس" کے عنوان سے شامل باب میں بنیادی لسانیاتی علوم—مارفیمیات، صوتیات، معنویات اور صرف و نحو—کی اہمیت کا اقرار کیا گیا ہے، لیکن اس میں بھی کوئی تفصیلی باب ان علوم کا احاطہ نہیں کرتا۔[۲۸] ان کی دوسری کتاب لسانیات،زبان اور رسم الخط میں اگرچہ کچھ حصے وہی ہیں جو متذکرہ بالا کتاب میں شامل ہیں۔ پھر بھی یہ کتاب تاریخی اور سماجی لسانیات کی اردو میں ایک اچھی کاوش ہے۔ تاہم اس میں بھی "لسانیات: تعریف اور شاخیں" نامی ایک باب میں چند سطروں کے تعارف کے علاوہ لسانیات کی ان شاخوں پر کوئی بحث نہیں ہے، جنہیں وہ خود صفحہ ۱۴۷ پر "خالص لسانیاتی" کہتے ہیں۔[۲۹]

رؤف پاریکھ کی کتاب لسانیاتی مباحث میں دو ابواب:"اردو صوت رکن، مصمتی خوشے اور تلفظ کا مسئلہ" اور "مارفیم، مارفیمیات، اور اردو میں مستعمل کچھ مارفیم" خالص لسانیات کی تین میں سے دو اہم شاخوں سے متعلق اردو کا بہترین تجزیہ دیتے ہیں۔[۳۰]

مندرجہ بالا بحث سے نعمت الحق کے اقتباس میں شامل تیسرا دعویٰ کہ اردو لسانیات کا دائرہ بہت محدود ہے اور یہ کہ اردو میں زیادہ تر لغت و قواعد نویسی[۳۱]، اشتقاقیات، اور اردو کے آغاز و ارتقا پر ہی کام کیا گیا ہے، سچ ثابت ہوتا ہے۔ تاہم متذکرہ بالا کاموں میں زیادہ تر خاصے پرانے ہیں۔ ان کے سبک جائزے سے یہ نتیجہ اخذ کرلینا کہ اردو میں لسانیات کا دائرہ محدود ہے درست نہیں۔ اردو لسانیات میں جدید رجحانات کو سمجھنے کے لیے بہترین مواد یونیورسٹیوں میں چھپنے والے اردو مجلات میں شامل مقالات ہیں۔ نجیبہ عارف کے قائم کردہ مرکزِ اشاریہ سازی نے اردو جرائد کا اشاریہ مرتب کرکے اس ڈیٹا کے استعمال کو انتہائی آسان بنا دیا ہے۔ اس "اشاریہ اردو جرائد کی پہلی جلد ۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۹۱ء سے لے کر ۲۰۱۳ء تک کے دورانیے میں شائع ہونے والے ۱۲ تحقیقی جرائد پر محیط ہے۔ یہ تمام جرائد [اب] ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ ہیں یا ان کی منظوری کی سفارش ہو چکی ہے"۔[۳۲] اس اشاریے کی دوسری جلد ۳۹۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ۲۰۱۱ء سے لے کر ۲۰۱۵ء تک چھپنے والے ۱۲ جرائد اور ۵۸ مجلات شامل ہیں۔ اس جلد میں موضوعاتی اشاریہ بھی شامل کیا گیا ہے اس سے یہ جاننا آسان ہو گیا ہے کہ "شعبہ ہائے اردو میں ہونے والی تحقیق کا رخ کس جانب ہے؟ کون کون سے پہلو ہنوز تشنہ ہیں اور کن پہلوؤں میں محققین کی دلچسپی روز افزوں ہے"۔[۳۳]

چوں کہ ہمارا مقصد اردو لسان اور لسانیات سے متعلق تحقیق کے رجحانات جاننا اور اس میدانِ علم کے تشنہ پہلوؤں کی نشان دہی کرنا تھا اس لیے متذکرہ بالا اشاریے میں موجود مقالات کے عنوانات کی روشنی میں متعلقہ مقالوں کی فہرست بنا کر لسان یا لسانیات کے مختلف شعبوں میں ہونے والے کام کی عددی حیثیت معلوم کی گئی۔ اشاریے میں موجود موضوعات سے معلوم ہوا کہ ۱۹۹۱ء سے لے کر ۲۰۱۵ء تک شائع ہونے والے مجلات میں ۱۸۰ مقالے ایسے ہیں جن کا تعلق اردو لسان یا لسانیات کے کسی شعبے سے ہو سکتا ہے۔ ذیل میں دیا گیا جدول موضوعات کی تقسیم کا خلاصہ ہے۔

جدول۱: اردو میں لسانی/لسانیاتی تحقیق کے رجحانات

میدانِ تحقیق	مقالات کی کل تعداد	تناسب
سماجی لسانیات (Sociolinguistics)	۴۲	۲۳٪
علم لغت (Lexicology)	۳۰	۱۶٪
تاریخی لسانیات (Historical linguistics)	۲۴	۱۳٪
تقابلی لسانیات (Comparative linguistics)	۱۵	۸٪
عمومی لسانیات (General linguistics)	۱۱	۶٪
املا (Spelling)	۱۱	۶٪
لسانیاتی تنقید (Linguistic criticism)	۱۰	۵٪
صوتیات (Phonetics)	۹	۵٪
قواعد (Grammar)	۸	۴٪
اطلاقی لسانیات (Applied linguistics)	۵	۲٪
کورپس/کمپیوٹیشنل لسانیات (تعارفی) Corpus/Computational linguistics (Introduction)	۵	۲٪
مارفیمیات، معنیات اور نحویات (Morphology, Semantics and Syntax)	۱۰	۷٪
کل	**۱۸۰**	

اس جدول میں مختلف موضوعات پر ہونے والی تحقیق کے تناسب کو دیکھا جائے تو تقریباً ۴۰ فی صد تحقیق ایسے موضوعات پر ہوئی ہے جنہیں الینا بشیر غیر لسانیاتی سمجھتی ہیں۔ بد قسمتی سے موضوعات کی یہ تقسیم آج بھی کم بیش وہی ہے جو نعمت الحق نے اپنے ۱۹۹۵ء کے مقالے میں بیان کی تھی کہ جس کے مطابق اردو لسانیات کا دائرہ لغت و قواعد نویسی، اشتقاقیات اور اردو کے آغاز و ارتقا کے مباحث تک محدود ہے۔ جن مقالوں کو یہاں سماجی لسانیات کی گنتی میں شامل کیا گیا ہے ان میں سے بھی زیادہ تر تاریخی اور ارتقائی مباحث پر مشتمل ہیں۔ لسانیات کے وہ شعبے جن کو اصل لسانیات سمجھا جاتا ہے اور جن میں مطالعہ خالصتاً سائنسی اور معروضی انداز میں کیا جاتا ہے (صوتیات، مارفیمیات، نحویات) ان میں لکھے جانے والے کل مقالات ۱۹ ہیں۔ کورپس اور کمپیوٹیشنل لسانیات پر شامل مضمون ان علوم کا تعارف دینے اور ان کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ان علوم کا اردو پر اطلاق نہیں کرتا۔ نفسیاتی لسانیات اور فارنزک لسانیات وغیرہ پر کوئی ایک بھی مقالہ نہیں ملتا۔ دنیا کی چوتھی بڑی زبان پر گزشتہ ۲۶ سالوں میں اس قدر کم کام ہونا افسوس ناک ہے۔

مندرجہ بالا پیراگراف میں ۴۰ فی صد موضوعات کو غیر لسانیاتی یا extra linguistic کہا گیا ہے کیوں کہ ایسے تمام مقالے جو اردو کے مختلف ناموں؛ اس کے ماضی، حال اور مستقبل؛ اس کی ترقی میں کسی شہر یا شخص کے کردار؛ کسی شہر یا ملک میں اس کے وجود؛ کسی شہر یا ملک کے قیام اور ترقی میں اس کے کردار؛ اس کے وجود میں آنے سے متعلق تاریخی حقائق و آثار، وغیرہ پر بحث کریں اسی زمرے میں آتے ہیں۔ کئی ایسے موضوعات، جنہیں سماجی لسانیات کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے جیسے اردو کے دوسری زبانوں پر یا دوسری زبانوں کے اردو پر اثرات، اردو کے علاقائی لہجے، اردو کی حیثیت کا تعین، اس کی کورپس پلاننگ اور تدریس وغیرہ، بھی بنیادی طور پر لسانیاتی کام نہیں سمجھے جاتے۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ بحث ڈاکٹر طارق رحمٰن کے حوالے سے ہے جو انہوں نے خود پاکستان میں انہیں ماہر لسانیات سمجھے جانے پر اعتراض کر کے چھیڑی۔ ان کے مطابق:

> [I have] the reputation of being a linguist but that only reflects
> the state of the ignorance of the country.[۳۴]

ترجمہ: میں ایک ماہر لسانیات کے طور پر مشہور ہوں مگر اس سے صرف اس ملک کی جہالت ظاہر ہوتی ہے۔

اگرچہ ایلن ایس۔ کائے (Alan S. Kaye) سمیت کئی لوگوں نے ان کے کئی لسانیاتی کاموں کے حوالے سے اس بات کو رد کیا ہے،[۳۵] لیکن جو اہم فرق وہ اس بے رحم جملے سے واضح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ایک زبان کے تاریخ دان اور ماہر لسانیات کا ہے۔ طارق رحمٰن خود کو ماہر لسانیات اس لیے نہیں سمجھتے کیوں کہ انہوں نے لسانیات کے مرکزی شعبوں میں کوئی خاص کام نہیں کیا چناں چہ اس معیار کے مطابق دیکھا جائے تو اردو زبان پر ہونے والا سماجی لسانی کام بھی شاید لسانیاتی نہیں ہے اور اگر طارق رحمٰن ماہر لسانیات نہیں ہیں تو پھر اردو لسان پر کام کرنے والے زیادہ تر اسکالر بلا شبہ ماہرین لسان تو ہیں مگر شاید

ماہرین لسانیات نہیں ہیں اور ان کا کام بلاشبہ اپنی جگہ بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن اسے لسانیاتی کام کہ کر ہم لسانیات کی تنزلی سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

اردو میں لسانیاتی تحقیق میں غیر متناسب رجحانات کی وجوہات:

۱۔ جیسا کہ اس مضمون کے آغاز میں ذکر کیا گیا ہے، اردو میں خالص لسانیاتی تحقیق کم ہونے کی ایک بنیادی وجہ تو ہمارے ہاں لسانیات کی تعلیم کا انتظام نہ ہونا ہے۔ یہ ایک سائنسی علم ہے جس کے سینکڑوں بنیادی اصولوں کا اطلاق دنیا کی تمام زبانوں کے مطالعے پر ہو سکتا ہے۔ اس لیے مغرب خاص طور پر انگریزی زبان میں ہونے والے جدید کام کو سمجھنا ضروری ہے۔ کسی بھی زبان کو سمجھنے کے لیے اس کی ساخت (مارفیمیات اور نحویات) اور آواز (صوتیات) کا مطالعہ بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ زبانوں سے متعلق ان تمام شعبوں میں ان گنت کام اور بے انتہا ترقی ہو چکی ہے۔ اس ترقی سے استفادہ کیے بغیر ہماری اردو پر تحقیق یا تو غیر لسانیاتی موضوعات پر ہو گی، یا سماجی لسانیات سے متعلق ہو گی اور یا پھر لفظ، جملے اور صوت کے کسی پہلو کا ایسا غیر سائنسی مطالعہ ہو گی جسے لسانی مطالعہ تو کہا جا سکے گا مگر لسانیاتی مطالعہ نہیں۔ ایسی صورت میں جب ملک بھر میں لسانیات کا ایک بھی شعبہ نہیں ہے، انگریزی کے شعبوں کے ساتھ سر سری طور پر لسانیات پڑھانا اور پھر ان شعبوں سے فارغ التحصیل طلبہ کی رہنمائی میں یا اپنی دلچسپی اور ذاتی مطالعے سے کچھ لوگوں کا اردو لسانیات میں کام کرنا زیادہ کار آمد ثابت نہیں ہو گا۔

۲۔ اردو میں لسانیات کی طرف کم توجہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شعبہ ہائے اردو کے اساتذہ اور طلبہ کی زیادہ توجہ ادبی تنقید اور تحقیق پر مرکوز رہتی ہے۔ ناصر عباس نیّر جیسے تنقید نگاروں کی بہ دولت نئے نظریات کے اردو دنیا میں تعارف سے ادبی تنقید اس قدر تازہ دم ہے کہ نوجوان اسکالر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس سے لسانیات میں دل چسپی رکھنے والوں کی تعداد کم ہی رہ جاتی ہے۔

۳۔ نعمت الحق کے مطابق لسانیات میں عدم دل چسپی کی ایک وجہ یہ ہے کہ اسے عموماً ایک خشک مضمون قرار دیا جاتا ہے۔ کسی بھی میدان علم میں اترے بغیر اسے اکتا دینے والا مضمون قرار دینے کا منفی رویہ یقیناً نقصان دہ ہے۔

۴۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے ۱۹۳۲ء میں لسانیات کی طرف کماحقہٗ توجہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بتائی تھی کہ اس کے لیے اردو زبان میں علمی اور فنی اصطلاحوں کی کمی ہے۔ اگرچہ اب اتنا کام ضرور ہو گیا ہے کہ لسانیات کی بنیادی اصطلاحات اردو میں میسر ہیں[۳۶]، لیکن ان اصطلاحات کا استعمال نہ ہونے کی وجہ سے آج بھی اردو میں کئی اصطلاحات کو علم لسانیات کے مباحث میں کلیدی اصطلاحات کا درجہ حاصل نہیں ہو سکا۔

۵۔ اردو لسانیات کے شعبے میں عدم دلچسپی کی ایک وجہ اس زبان کی ترقی و ترویج کے لیے قائم اداروں (ادارۂ فروغ قومی زبان، اردو سائنس بورڈ، انجمن ترقی اردو، اردو لغت بورڈ، وغیرہ) میں تربیت یافتہ ماہرین لسانیات کی کمی یا غیر موجودگی

ہے۔ ان تمام اداروں کی علمی خدمات کا اعتراف اپنی جگہ مگر زبان کے نام پر قائم اداروں میں ماہرینِ لسانیات کا نہ ہونا عجیب بات ہے۔

۶۔ اردو لسانیات خاص طور پر اردو کی کمپیوٹیشن کے لیے ہمارے اداروں کو خطیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں موجودہ صورتِ حال کسی بھی طرح حوصلہ افزا نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ادارۂ فروغِ قومی زبان کا ۲۰۱۶/۱۷ کا کل بجٹ ۲۳۴۰۰۰ ۷۷روپے تھا جس میں اتنے بڑے ادارے کے ملازمین کی تنخواہیں پوری کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے میں اگر ادارے کے سربراہ کے پاس نئے پراجیکٹ شروع کرنے کا وژن اور ارادہ ہو بھی تو اس ضمن میں عملی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔

۷۔ محی الدین قادری زور نے لکھا تھا:

> "اربابِ اردو کی ایک سخت غلط فہمی نے بھی اس ضروری موضوع کو پسِ پشت ڈال دیا - وہ یہ سمجھتے رہے اور بعض شاید اب بھی سمجھتے ہوں گے کہ زبان کے متعلق تحقیقات کرنا، اس کے قواعد وضوابط مقرر کرنا اور اس پر غور وخوض کرنا اہل زبان کا کام نہیں ہے"۔ (۳۷)

یہ بات شاید اردو دانوں کے لاشعور میں کہیں اب بھی ہے، کیوں کہ الینا بشیر کے مطابق:

> [M]ost of the linguistic work on Urdu has been done by scholars based outside of South Asia." (۳۸)

ترجمہ: اردو پر زیادہ تر لسانیاتی کام ان ماہرین نے کیا ہے جو جنوبی ایشیا سے باہر رہتے ہیں۔

۸۔ اردو میں لسانیات کی طرف کم توجہ ہونے کی ایک بڑی وجہ ذرائع کی کمی ہے۔ محمد اشرف کمال نے بجا کہا ہے کہ اردو کے جن شعبوں میں "لسانیات کو بطور مضمون کے روشناس کرایا جاتا ہے۔ وہاں بھی اگر کسی کو [اختیاری] مضمون لینے کا اختیار ہو تو وہ لسانیات کے بجائے کوئی دوسرا مضمون لینا پسند کرتا ہے کیوں کہ لسانیات کی اردو کی [کتابیں] نہ ہونے کے برابر ہیں"۔ (۳۹)

اردو لسانیات کی ترقی کے لیے سفارشات:

شعبہ ہائے اردو میں لسانیات کی تدریس کے آغاز کے لیے سب سے پہلے اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے اساتذہ کو ایم اے لسانیات، یا کم از کم لسانیات کا ایک سالہ پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ (PGD) کروایا جائے۔ اس کے بعد ان اساتذہ کی مدد سے اردو میں لسانیات کے مرکزی شعبوں (core areas) کے نصاب مرتب کروا کر تدریس کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ سود مند کام یہ ہو سکتا ہے کہ تمام جامعات کے کلیۂ زبان و ادب میں لسانیات کے شعبے قائم ہوں جن میں تحقیق اور تدریس کو اردو اور باقی پاکستانی زبانوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

عہد حاضر میں کمپیوٹر اور مصنوعی ذہانت کی ترقی نے انسان کے کئی کام آسان کر دیے ہیں۔ ادارۂ فروغ قومی زبان جیسے کورپس پلاننگ کے اداروں اور جامعات کو لسانیات کے ایسے شعبے قائم کرنے چاہیں جو زبان اور کمپیوٹر سائنس کا امتزاج ہوں۔ اُردو زبان کی کمپیوٹیشن سے نہ صرف یہ کہ ہم سرمد حسین کے "اُردو متکلم "[40] جیسے پروگرام بنا سکتے ہیں بل کہ بولے ہوئے کو لکھے میں، لکھے ہوئے کو بولے میں بدلنے والے پروگرام، اور تلفظ بتانے والی لغات بھی بنا سکتے ہیں اور کمپیوٹر کی مدد سے اردو زبان کی تدریس اور تحقیق بھی کر سکتے ہیں۔ اردو زبان کی کمپیوٹیشن سے ہماری تعلیمی پالیسی میں بھی انقلاب آ سکتا ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے مشینی ترجے کا عمل آسان، زیادہ درست اور تیز رفتاری سے ہو سکے گا۔ کمپیوٹر لاکھوں صفحات کا منٹوں میں ترجمہ کر سکتا ہے۔ جس کو از سر نو انسانی ترجے کے بجائے تھوڑی سی ادارت کے بعد قابلِ استعمال بنایا جا سکتا ہے۔ یوں دنیا بھر کے علم کو اردو زبان میں سمونے کا دیرینہ خواب بھی پورا ہو سکتا ہے۔

پروفیسر عبدالستار دلوی نے ۱۹۸۶ء میں اپنے مضمون "اُردو میں لسانی تحقیق کی اہمیت" میں اردو زبان کی ترقی کے لیے ماہرین کو مختلف شعبوں میں کام کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے بجا طور پر سر فہرست: "اردو کے صوتی تجزیے اور حرفی و نحوی مطالعے" کو رکھا۔[41] کیوں کہ یہی تین شعبے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور انہی تینوں کی طرف اردو میں مزید کام کی ضرورت ہے۔

حواشی اور حوالہ جات

1. Regional Report on Pakistan: Indo-European by Tariq Rehman, incl: Yearbook of South Asian Languages and Linguistics 1998, ed. by Rajendra Singh, Sage Publications, London,1998

۲۔ قائد اعظم یونیورسٹی میں ۲۰۰۹ء میں شروع ہونے والا ملک کا واحد شعبۂ لسانیات اب بند ہو چکا ہے۔

۳۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں صرف پی ایچ ڈی کی سطح پر عمومی لسانیات کا ایک کورس پڑھایا جاتا ہے۔

۴۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبۂ پاکستانی زبانیں میں بھی صرف پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی سطح پر عمومی لسانیات کا ایک کورس پڑھایا جاتا ہے۔

۵۔ نعمت الحق، اردو لسانیات: تاریخ و تنقید کی روشنی میں، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان، ۱۹۹۵ء

۶۔ تاریخ میں ''مفتاح اللغات'' (۱۸۵۱ء) کا تذکرہ تو موجود ہے لیکن وہ دستیاب نہیں ہو سکی۔ البتہ سر سید کا ''نمونۂ لغت زبان اردو'' موجود ہے۔ اسی دور کی اردو بہ اردو لغات کی مکمل تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

روٴف پاریکھ،ڈاکٹر،لغوی مباحث، مجلس ترقی ادب،لاہور،۲۰۱۵ء،ص:۲۷

7. Urdu and Linguistics: A fraught but evolving relationship by Elena Bashir,incl: The Annual of Urdu Studies,Vol:26,2011,P:97-123

8. *International Encyclopedia of the Social & Behavioral Sciences*

9. Linguistics and Abul-Lais Siddiqi by Rauf Parekh, Incl:"Daily Dawn", Karachi, 7th September, 2009, Monday

10. Urdu and Linguistics: A fraught but evolving relationship by Elena Bashir, P:97-123

11. Linguistics and Abul-Lais Siddiqi by Rauf Parekh, Incl: Daily Dawn, Karachi, 7th September, 2009

۱۲۔'' دی اینوئل آف اردو اسٹڈیز''میں شائع ہونے والے "اردو اور مسلم شناخت" کے موضوع پر اپنے مضمون میں ڈاکٹر طارق رحمٰن لکھتے ہیں کہ برطانوی اردو ہی کو ہندستانی کہتے تھے۔

۱۳۔ محی الدین قادری زور،ہندوستانی لسانیات، مکتبہ معین الادب،لاہور،۱۹۵۰ء

14. Linguistics and Abul-Lais Siddiqi by Rauf Parekh, Incl: Daily Dawn, Karachi, 7th September, 2009

15. Urdu and Linguistics: A fraught but evolving relationship by Elena Bashir, P:97-123

۱۶۔ نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد دکن،۱۹۳۶ء

۱۷۔ حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، نسیم بک ڈپو، لکھنوٴ،۱۹۷۰ء

۱۸۔ محمد حسین آزاد، مقدمہ ٴ آبِ حیات، فرینڈس بک ہاؤس، علی گڑھ، س۔ن

۱۹۔ سلیم اختر، اردو زبان کی مختصر تاریخ،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۸ء

۲۰۔ عطش درانی، اردو زبان اور یورپی اہلِ قلم،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۸۷ء

۲۱۔ گیان چند جین، لسانی جائزے، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی،لاہور،۲۰۰۵ء

۲۲۔ قدرت نقوی، لسانی مقالات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء

۲۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

سہیل بخاری، لسانی مقالات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ "آوازیں"، "الفاظ" اور "نظامیات" کے نام سے ۱۹۹۱ء میں لکھے گئے ان ابواب کی جدید لسانیاتی اصولوں پر تدوین کر دی جائے تو یہ کام مزید بہتر ہو سکتا ہے۔

۲۴۔ شان الحق حقی، لسانی مسائل و لطائف: دلچسپ فکر انگیز مضامین، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۶ء

۲۵۔ میمن عبدالمجید سندھی، لسانیاتِ پاکستان، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

۲۶۔ مرزا خلیل احمد بیگ، اردو کی لسانی تشکیل، ادارۂ یادگار غالب، کراچی، ۲۰۱۵ء

۲۷۔ محمد ابو بکر فاروقی، زبان اور لسانیات کے مباحث: زبان اور اردو زبان کے حوالے سے، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، ۲۰۱۶ء

۲۸۔ محمد اشرف کمال، لسانیات اور زبان کی تشکیل، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۵ء

۲۹۔ محمد اشرف کمال، لسانیات، زبان اور رسم الخط، روحی بکس، فیصل آباد، ۲۰۱۷ء

۳۰۔ رؤف پاریکھ، لسانیاتی مباحث، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۱۵ء

۳۱۔ سرسید کی لغت زبان اردو سے لے کر رؤف پاریکھ کی مرتبہ "اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت" تک اردو لغت نویسی کے کئی ایسے کام سامنے آچکے ہیں جن کے مؤلفین و مرتبین کی جس قدر تحسین کی جائے کم ہے۔ اسی طرح قواعد نویسی میں بھی سونیا چرنیکووا کی " اردو کے صیغے" سے لے کر عصمت جاوید کی "نئی اردو قواعد" تک اردو گرامر کے بھی کئی بہترین نمونے موجود ہیں۔

۳۲۔ اشاریہ اردو جرائد، جلد اول، مرتبہ: نجیبہ عارف، مرکز اشاریہ سازی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء

۳۳۔ اشاریہ اردو جرائد، جلد دوم، مرتبہ: نجیبہ عارف، مرکز اشاریہ سازی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، اسلام آباد، ۲۰۱۷ء

34. Rahman, Tariq, as cited in Kaye, Alan S. 1999. Review of *Language, Education and Culture*.

35. Kaye, Alan S. 1999. Review of *Language, Education and Culture*.

۳۶۔اس ضمن میں پروفیسر عامر علی خان کی مرتبہ "فرہنگِ اصطلاحات لسانیات"، جو ۲۰۱۰ء میں مقتدرہ قومی زبان سے شائع ہوئی، ایک وقیع کام ہے۔ محمد اشرف کمال کی کتاب "لسانیات اور زبان کی تشکیل" میں بھی ایک باب 'لسانی اصطلاحات' پر ہے جس میں کچھ اہم اصطلاحات کا تفصیلی تعارف دیا گیا ہے۔

۳۷۔ محی الدین قادری زور، ہندوستانی لسانیات

38. Urdu and Linguistics: A fraught but evolving relationship by Elena Bashir, P:97-123

۳۹۔ محمد اشرف کمال، لسانیات اور زبان کی تشکیل، ص:۱۰۶

۴۰۔ڈاکٹر سرمد حسین کی اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے لیے خدمات کا مطالعہ کرنے کے لیے یہ ویب گاہ دیکھیے:

http://www.cle.org.pk/urd/papers.php

۴۱۔ اردو میں لسانی تحقیق کی اہمیت از عبد الستار دلوی، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم، مرتبہ: ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، ورڈ ویژن، اسلام آباد، ۲۰۰۱ء